(1962_2_687_694)

3 مئی 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

ریاست بہار و دیگر

بنام

امیش جھا

(جے۔ ایل۔ کپور، کے۔ سبھا راؤ، ایم۔ ہدایت اللہ، جے۔ سی۔ شاہ اور رگھوبر دیال، جسٹسز)

زرعی اصلاحات۔ ریاست میں جائیداد کی منتقلی۔ کلکٹر کو پیشگی تصفیہ کو خارج کرنے کا اختیار دینے والا قانون۔ آئینی جواز "ترمیم" اثر۔ بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 (بہار 30 آف 1950)، جیسا کہ بہار لینڈ ریفارمز (ترمیمی) ایکٹ، 1959 (بہار 16 آف 1959)، دفعہ 4 (ایچ)- آئین ہند، آرٹیکلز 14، 19، 31، 31اے کے ذریعہ ترمیم کیا گیا ہے۔

بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 کی دفعہ 4 (ایچ)، جیسا کہ بہار لینڈ ریفارمز (ترمیمی) ایکٹ، 1959 کے ذریعہ ترمیم کی گئی ہے، جو کلکٹر کو قانون کے مقصد کو شکست دینے کے لئے ڈیزائن کردہ زمین کی پیشگی منتقلی کو منسوخ کرنے کا اختیار دیتی ہے، آئین کے آرٹیکل 31اے کے تحت محفوظ ہے، حالانکہ یہ خود ریاست کے ذریعہ کسی بھی جائیداد یا اس میں کسی بھی حقوق کے حصول یا اس میں کسی بھی ترمیم کا اہتمام نہیں کرتا ہے۔ اس طرح کے حقوق اور اس کے آئینی جواز پر آئین کے آرٹیکلز 14، 19 اور 31 کے تحت سوال نہیں اٹھایا جاسکتا کیونکہ یہ ایکٹ جس کا یہ ایک لازمی حصہ ہے، خود اس مقصد کی طرف ہدایت کی گئی ہے اور اس آرٹیکل کے ذریعہ محفوظ ہے۔

ٹھاکر رگھوبیر سنگھ بنام ریاست اجمیر، (1959) ضمنی 1 ایس سی آر 478 کا اطلاق ہوا۔

ترمیمی ایکٹ کی دفعہ 3 کی حقیقی تکمیل پر دفعہ 4 (ایچ) کی دوسری شرط کو نافذ نہیں کیا جا سکتا ہے اور اس لئے ترمیمی ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے کلکٹر کی جانب سے دی گئی منسوخی کے حکم کے سلسلے میں ریاستی حکومت سے حاصل کی گئی پچھلی منظوری کافی ہوگی، لیکن ترمیمی ایکٹ کے بعد دیئے گئے حکم کی صورت میں ریاستی حکومت کی طرف سے بعد میں تصدیق ضروری ہوگی۔ نافذ العمل ہو گیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1957 کی دیوانی اپیل نمبر 425۔

پٹنہ ہائی کورٹ کے 21 فروری 1956 کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیل، 1955 کے عدالتی کیس نمبر 53 میں۔

درخواست گزاروں کی طرف سے بی کے پی سنہا اور ڈی پی سنگھ۔

جواب دہندہ کی طرف سے ایل کے جھا اور آر سی پرساد۔

3 مئی 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس سباراو۔ سرٹیفکیٹ کے ذریعے یہ اپیل بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 (ایکٹ 30 آف 1950) (اس کے بعد ایکٹ کے طور پر جانا جاتا ہے) کی دفعہ 4 (ایچ) کی تکمیل پر سوال اٹھاتی ہے، جیسا کہ بہار لینڈ ریفارمز (ترمیمی) ایکٹ، 1959 (بہار ایکٹ 16 آف 1959) (اس کے بعد ترمیمی ایکٹ کہا جاتا ہے)۔

اپیل کو جنم دینے والے حقائق ایک چھوٹے سے کمپاس میں پوشیدہ ہیں۔ پلاٹ نمبر 383 اور 1033 دربھنگہ ضلع کے لکشمی پور عرف ترونی گاؤں میں ٹینک ہیں۔ مدعا علیہ کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے راگھوپور اسٹیٹ کے زمینداروں سے سال 1943 میں مذکورہ پلاٹوں کی تصفیہ لی تھی، جس کا مذکورہ پلاٹ ایکٹ کے

نافذ ہونے کے بعد ایک حصہ بن گیا تھا۔ اس کے بعد، شیوانندن جھا اور لکشمی پور کے کچھ دیگر دیہاتیوں نے کلکٹر کے سامنے ایک عرضی دائر کی، جس میں الزام لگایا گیا کہ مبینہ تصفیہ سچ نہیں ہے، اور درحقیقت یہ تصفیہ یکم جنوری 1946 کے بعد ہی برائے نام طور پر ہوا تھا۔ دربھنگہ کے ایڈیشنل کلکٹر نے ایکٹ کی دفعہ 4 (ایچ) کے تحت انہیں دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ تصفیہ دراصل یکم جنوری 1946 کے بعد کیا گیا تھا اور یہ صرف کاغذی لین دین تھا۔ مذکورہ تصفیے کو منسوخ کرنے کے بعد ایڈیشنل کلکٹر نے 18 جنوری 1955 کے اپنے حکم کے ذریعہ مدعا علیہ سے کہا کہ وہ 30 جنوری 1955 تک مذکورہ پلاٹوں کا قبضہ چھوڑ دیں۔ مذکورہ حکم سے ناراض ہو کر مدعا علیہ نے پٹنہ ہائی کورٹ میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک عرضی دائر کی تھی جس میں 18 جنوری 1955 کے ایڈیشنل کلکٹر کے حکم کو منسوخ کرتے ہوئے مینڈمس کی رٹ یا کسی اور مناسب رٹ کی شکل میں ایک قاعدہ بنانے اور اپیل گزاروں کو مذکورہ دونوں پلاٹوں کے قبضے میں مداخلت کرنے سے روکنے کی مانگ کی گئی تھی۔ اس عرضی کا فیصلہ ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ نے کیا۔ فاضل ججوں نے 21 فروری 1956 کے اپنے حکم میں کہا کہ ایڈیشنل کلکٹر کے پاس اس سوال پر غور کرنے اور فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ آیا یہ تصفیہ، جو پہلی نظر میں 1 جنوری 1946 سے پہلے کیا گیا تھا، واقعی اس تاریخ کے بعد کیا گیا تھا۔ اس نتیجے کی بنیاد پر ایڈیشنل کلکٹر کے حکم کو خارج کر دیا گیا۔ ریاست بہار اور دربھنگہ کے ایڈیشنل کلکٹر نے مذکورہ حکم کے خلاف موجودہ اپیل کو ترجیح دی ہے۔

ریاست کے وکیل کا کہنا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 4 (ایچ) میں ترمیم کی گئی ہے، ترمیم شدہ دفعہ کے تحت کلکٹر کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ہے کہ تبادلہ 1946 سے پہلے کیا گیا ہے یا اس کے بعد، اور اس لئے، ہائی کورٹ کے حکم کو اب برقرار نہیں رکھا جا سکتا ہے۔

مدعا علیہ کے وکیل نے ترمیم کی ردعمل کو تسلیم کرتے ہوئے دفعہ 4 (ایچ) میں ترمیم کے ذریعہ شامل کی گئی دوسری شرط پر انحصار کیا اور دلیل دی کہ مذکورہ شق کے تحت کلکٹر کے حکم کو نافذ نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے تحت قبضہ لیا جا سکتا ہے، جب تک کہ مذکورہ حکم کی ریاستی حکومت کی طرف سے تصدیق نہیں کی گئی ہے اور اس معاملے میں ایسی کوئی تصدیق نہیں ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ وہ مذکورہ دفعہ کے آئینی جواز پر اس بنیاد پر سوال اٹھاتے ہیں کہ یہ آئین کے آرٹیکل 14، 19 اور 31 کے تحت مدعا علیہ کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس کے آرٹیکل 31 اے سے محفوظ نہیں ہے۔

مدعا علیہ کے فاضل وکیل کی دوسری دلیل کو پہلے نمٹایا جا سکتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 31 اے کے تحت ریاست کی جانب سے کسی جائیداد کے حصول یا اس میں حقوق کے حصول یا اس طرح کے کسی بھی حقوق کو

ختم کرنے یا ترمیم کرنے کا کوئی قانون اس بنیاد پر کالعدم نہیں سمجھا جائے گا کہ یہ آرٹیکل 14 کے تحت دیے گئے کسی بھی حقوق سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ آرٹیکل 19 یا آرٹیکل 31۔سوال یہ ہے کہ کیا ایکٹ کی دفعہ 4 (ایچ) ایسا قانون ہے جو آئین کے آرٹیکل 31اے سے متاثر ہو۔اس ایکٹ کی دفعہ 4(ایچ) کلکٹر کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ کسی جائداد میں شامل کسی بھی زمین کی منتقلی کے سلسلے میں پوچھ گچھ کرے اور اگر وہ مطمئن ہو کہ یکم جنوری 1946 کے بعد کسی بھی وقت اس طرح کی منتقلی کی گئی تھی ،جس کا مقصد ایکٹ کی کسی بھی شق کو شکست دینا یا ریاست کو جے او ایس کا سبب بنانا یا اس کے تحت معاوضہ حاصل کرنا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ دفعہ ایکس پروپریو پاور ریاست کی طرف سے کسی جائیداد یا اس میں کسی بھی حقوق کے حصول یا اس طرح کے کسی بھی حقوق کو ختم کرنے یا ترمیم کرنے کا اہتمام نہیں کرتا ہے اور لہذا، آئین کے آرٹیکل 31اے کے تحت محفوظ نہیں ہے۔ یہ دلیل دراصل ایکٹ کی دفعہ 4(ایچ) کو اس ترتیب سے الگ کرتی ہے جس میں یہ ظاہر ہوتا ہے اور ایکٹ کی دیگر دفعات پر اس کے تعامل سے آزادانہ طور پر اس کے جواز کو جانچنے کی کوشش کرتا ہے۔دفعہ 4 (ایچ) ایکٹ کا ایک لازمی حصہ ہے، اور اس ایکٹ سے باہر نکال کر یہ صرف خلا میں کام کرسکتا ہے۔ درحقیقت، اس دفعہ کا مقصد قانون کی دفعات کو شکست دینے کے لئے زمینداروں کی پیشگی کوششوں کو پورا کرنا ہے۔فرض کریں کہ کلکٹر مذکورہ دفعہ کے تحت کسی جائیداد کے مالک کے ذریعہ زمین کی منتقلی کو منسوخ کر دیتا ہے۔ مذکورہ زمین خود بخود ریاست کے پاس چلی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں منتقلی کرنے والے اور اس میں منتقل کرنے والے کے حقوق ختم ہوجاتے ہیں۔مذکورہ نتیجہ اس بنیاد پر حاصل ہوتا ہے کہ مذکورہ اراضی ایکٹ کے نافذ ہونے کے وقت بھی جائیداد کا حصہ بنی رہی۔اس کے علاوہ، یہ دفعہ اس ایکٹ کا ایک حصہ ہے جس کا مقصد کسی جائداد میں حقوق کو ختم کرنا یا اس میں ترمیم کرنا ہے، اور کلکٹر کو کسی جائداد میں کسی بھی زمین کی منتقلی کو منسوخ کرنے کا اختیار صرف دھوکہ دہی کو روکنے اور ایکٹ کے مقصد کو مؤثر طریقے سے حاصل کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔اس سوال کو براہ راست اس عدالت نے ٹھاکر رگھو بیر سنگھ بنام ریاست اجمیر ((1959) ضمنی 1 ایس سی آر 478،482) کیس میں اٹھایا اور اس کا جواب دیا۔ وہاں اجمیر ابولیشن آف انٹرمیڈیریز اینڈ لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1955 (اجمیر III آف 1955) اور اس کی دفعہ 8 کے آئینی جواز پر حملہ کیا گیا۔مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 8 کلکٹر کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ لیز یا کنٹریکٹ کو منسوخ کرسکتا ہے، اگر وہ مطمئن ہو کہ یہ انتظام کے معمول کے مطابق نہیں کیا گیا تھا، بلکہ ثالثوں کے خاتمے کے لئے قانون سازی کی توقع میں کیا گیا تھا۔مذکورہ دلیل کو مسترد کرتے ہوئے وانچو، جے نے عدالت کی طرف سے بات کرتے ہوئے کہا:

"یہ اہتمام ایک آزاد اہتمام نہیں ہے۔ یہ ایکٹ کے مقاصد کو زیادہ مؤثر طریقے سے انجام دینے

کے لئے بنائے گئے کردار میں صرف معاون ہے.......... اس طرح کی منسوخی ایکٹ کے مقاصد کو پورا کرے گی، اوراس لئے اس کی شق اس ایکٹ کاایک لازمی حصہ ہوگی، اگرچہ اس کے بنیادی مقصد سے منسلک ہے، اوراس طرح آئین کے آرٹیکل 31اے(ایل)(اے) کے تحت محفوظ رہے گی۔

یہی استدلال ایکٹ کی دفعہ 4(ایچ) پر بھی لاگو ہوتا ہے، اورانہی وجوہات کی بنا پر ہم سمجھتے ہیں کہ ایکٹ کی دفعہ 4(ایچ) کو آئین کے آرٹیکل 31اے کے تحت بھی تحفظ حاصل ہے۔

پہلاسوال ترمیمی ایکٹ کی متعلقہ دفعات کی تشریح پر منتج ہوتا ہے۔ دلیل کو سمجھنے کے لئے مذکورہ ایکٹ کی مادی دفعات کو پڑھنا آسان ہوگا۔

دفعہ 3، 1950 کے بہارا ایکٹ XXX کی دفعہ 4 میں ترمیم- مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 4 میں-

(iv) شق (ایچ) میں۔

(الف) "جنوری 1946ء کے پہلے دن کے بعد کسی بھی وقت کیے گئے الفاظ، اعداد وشمار اور کوما" کو خارج کر دیا جائے گا، اور یہ سمجھا جائے گا کہ اسے ہمیشہ حذف کر دیا گیا ہے۔

(ب) الفاظ" اگر وہ مطمئن ہے کہ اس طرح کی منتقلی کی گئی ہے" کے بعد" جنوری 1946 کے پہلے دن کے بعد کسی بھی وقت" الفاظ، اعداد وشمار اور کوما داخل کیے جائیں گے اور ہمیشہ داخل کیے گئے سمجھے جائیں گے؛ اور

(ج) "اور ریاستی حکومت کی سابقہ منظوری کے ساتھ" کے الفاظ کو خارج کر دیا جائے گا۔

(v) مذکورہ بالا ترمیم شدہ شق (ایچ) میں مندرجہ ذیل شقیں شامل کی جائیں گی، یعنی :

بشرطیکہ اس شق کے تحت کلکٹر کے حکم کے خلاف اپیل، اگر اس حکم کے ساٹھ دنوں کے اندر ترجیح دی جاتی ہے، تو یہ مقررہ اتھارٹی کے پاس ہوگی جو کسی ضلع کے کلکٹر کے عہدے سے نیچے نہیں ہوگی جو مقررہ طریقہ کار کے مطابق اسے نمٹائے گا:

بشرطیکہ منتقلی کو منسوخ کرنے کا کوئی حکم اس وقت تک نافذ العمل نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی تعمیل میں قبضہ لیا جائے گا جب تک کہ ریاستی حکومت کی طرف سے اس طرح کے حکم کی تصدیق نہ کی گئی ہو۔

مذکورہ ترمیم کے بعد دفعہ کے متعلقہ حصے میں لکھا ہے:

کلکٹر کے پاس تصفیہ سمیت کسی بھی منتقلی کے سلسلے میں انکوائری کرنے کا اختیار ہوگا.......... اگر وہ اس بات سے مطمئن ہے کہ جنوری 1946 کے پہلے دن کے بعد کسی بھی وقت اس طرح کی منتقلی کی گئی تھی، جس کا مقصد اس ایکٹ کی کسی شق کو شکست دینا یا ریاست کو نقصان پہنچانا یا اس کے تحت زیادہ معاوضہ حاصل کرنا تھا، تو

کلکٹر متعلقہ فریقوں کو پیش ہونے اور سننے کے لئے معقول نوٹس دینے کے بعد اور ریاستی حکومت کی سابقہ منظوری کے ساتھ اس تبادلے کو منسوخ کر سکتا ہے۔ اس کے تحت دعوی کرنے والے شخص کو بے دخل کرتا ہے اور ایسی جائیداد کا قبضہ ایسی شرائط پر لیتا ہے جو کلکٹر کو منصفانہ اور منصفانہ معلوم ہوتی ہے۔

ترمیم سے پہلے اور اس کے بعد کی دفعہ کے درمیان موجودہ تفتیش میں بنیادی اختلافات یہ ہیں کہ غیر ترمیم شدہ دفعہ کے تحت یہ ایک متنازعہ نکتہ تھا کہ آیا کلکٹر کے پاس منتقلی کو خارج کرنے کا اختیار ہے، چاہے یہ یکم جنوری 1946 سے پہلے یا بعد میں نافذ کیا گیا ہو۔ جبکہ ترمیم شدہ دفعہ کے تحت یہ اختیار واضح طور پر اور واضح طور پر انہیں تفویض کیا گیا ہے : جبکہ اصل دفعہ کے تحت، کلکٹر کو اس کی پچھلی منظوری لینی پڑتی تھی۔ ریاستی حکومت منتقلی کو منسوخ کرنے اور اس کے تحت دعویٰ کرنے والے شخص کو بے دخل کرنے کا حکم دینے سے پہلے، ترمیم شدہ دفعہ کے تحت کلکٹر کے ذریعہ دیا گیا حکم نہ تو نافذ العمل ہوگا اور نہ ہی وہ اپنے حکم کی تصدیق ہونے سے پہلے قبضہ لے سکتا ہے۔ مختصر سوال یہ ہے کہ کیا ترمیمی قانون میں شامل کی گئی دوسری شرط پچھلی مدت سے نافذ العمل ہے، یعنی کیا ترمیمی قانون سے پہلے کلکٹر کا حکم، حالانکہ ریاستی حکومت کی پچھلی منظوری کے ساتھ دیا گیا تھا، پھر بھی ریاستی حکومت کی طرف سے اس کے نفاذ کی ضرورت ہوگی۔

ریاست کے فاضل وکیل کا کہنا ہے کہ دفعہ 3(4)(اے) اور (بی) کے ذریعہ کی گئی ترامیم سابقہ ہیں، لیکن ترمیمی ایکٹ کے دفعہ 3(وی) کے ذریعہ کی گئی ترمیم متوقع ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ دلیل حرفی اور روح دونوں لحاظ سے درست ہے۔ ذیلی شق کی شق (اے) اور (بی) میں استعمال ہونے والے مختلف جملے۔ (4) ترمیمی ایکٹ کی دفعہ 3 میں کوتاہی کے معاملے میں اس کی تائید کی گئی ہے۔ اگرچہ شق (الف) میں یہ سمجھا جائے گا کہ غلطی کو ہمیشہ خارج کر دیا گیا ہے، جبکہ شق (سی) میں اس میں مذکور الفاظ کو صرف اس کے برعکس حذف کیا جائے گا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے میں غلطی کو واضح طور پر سابقہ قرار دیا گیا ہے جبکہ مؤخر الذکر میں یہ لازمی طور پر متوقع ہے۔ اگر یہ صحیح تکمیل ہے، تو ترمیم نافذ ہونے سے پہلے کلکٹر کے حکم کے سلسلے میں پچھلی منظوری کی شرط کام کرتی رہے گی۔ اگر اس شرط کو سابقہ کارروائی دی جائے تو یہ ترمیمی ایکٹ کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (4) کی شق (سی) کے ذریعہ لائے گئے نتائج سے براہ راست متصادم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت کی پچھلی منظوری کے ساتھ ایک حکم جاری کیا گیا ہو اور کلکٹر کے ذریعہ قبضہ بھی لیا گیا ہو، پھر بھی اس کی توثیق کے لئے حکومت سے مزید تصدیق طلب کی جانی چاہئے۔ اس تکمیل سے نہ صرف مقننہ کی بے قاعدگی کو منسوب کیا جائے گا بلکہ ایک پارٹی کو تکنیکی بنیاد پر کلکٹر کے ذریعہ قبضہ کی گئی زمین کی بحالی کی کوشش کرنے کے قابل بھی بنایا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایسے معاملے میں جہاں کلکٹر کے ذریعہ قبضہ نہیں لیا گیا ہے، مذکورہ بے قاعدگی

برقرار رہے گی، کیونکہ دو منظوریوں کی ضرورت ہوگی۔ متبادل تکمیل دفعہ کے کام کو ہموار بناتی ہے اور مذکورہ عدم مطابقت کے تعارف سے گریز کرتی ہے اور، لہٰذا، ہم اسے قبول کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، خاص طور پر جب یہ دفعہ میں استعمال ہونے والے الفاظ کے سادہ معنی سے مطابقت رکھتا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ترمیمی قانون سے پہلے کلکٹر کے ذریعے پہلے ہی دیے گئے حکم کے سلسلے میں، پچھلی منظوری کافی ہوگی، اور ترمیمی ایکٹ کے بعد دیے گئے حکم کے سلسلے میں، ریاستی حکومت کی طرف سے بعد میں تصدیق کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کے باوجود، مدعاعلیہ کے وکیل کی طرف سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ہائی کورٹ نے، ممکنہ طور پر مدعاعلیہ کے ابتدائی نکتے کو قبول کرنے کے پیش نظر، اس سوال پر غور نہیں کیا کہ آیا کلکٹر نے اس دفعہ کی دفعات کی سختی سے تعمیل کرتے ہوئے جانچ کی تھی، اور کیا مذکورہ حکم دینے سے پہلے ریاستی حکومت کی پچھلی منظوری حاصل کی گئی تھی۔ ہائی کورٹ میں عرضی کی حمایت میں دائر حلف نامہ میں کوئی خاص الزام نہیں ہے کہ اس طرح کی کوئی جانچ نہیں کی گئی ہے یا ایسی کوئی منظوری حاصل نہیں کی گئی ہے۔ نہ ہی اپیل کنندہ کے وکیل نے ہائی کورٹ کے سامنے دلائل میں مذکورہ سوال اٹھایا۔ ان حالات میں ہمیں نہیں لگتا کہ یہ عدالت مدعاعلیہ کو پہلی بار مذکورہ سوال اٹھانے کی اجازت دینے میں حق بجانب ہے۔ لہٰذا ہم اس درخواست کو مسترد کرتے ہیں۔

نتیجے میں ہم نے ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور اپیل کی اجازت دے دی۔ لیکن، اس معاملے کے حالات میں، ہم فریقین کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ یہاں اور ہائی کورٹ میں اپنے اخراجات خود برداشت کریں۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document